دینی تعلیم/ مدارس اور مستقبل میں درپیش چیلنجز

محمد حنیف جالندھری
(ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ، پاکستان)

۲۸ر جمادی الاخریٰ ۱۴۳۱ھ بمطابق ۱۲ر جون ۲۰۱۰ء بروز ہفتہ بوقت ۱۰:۰۰ بجے صبح

حضرت مولانا مشرف علی تھانوی صاحب کی دعوت پر دارالعلوم الاسلامیہ علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور میں منعقدہ "تربیت اساتذہ برائے درسِ نظامی" پروگرام میں احقر نے درج ذیل گزارشات پیش کیں۔

الحمد للّٰه وسلام علیٰ عباده الذین اصطفیٰ

قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لا یزال من امتی امة قائمة بامر اللّٰه لا یضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتی یاتی امر اللّٰه وهم علی ذلک (رواه مسلم)

حضرات علماءِ کرام، برادرانِ اسلام حاضرینِ محترم!

آج اہل علم کی اس منتخب مجلس میں جس کے تمام شرکاء اہل علم وفضل اور ممتاز حیثیت کے حامل ہیں، زیادہ تر گفتگو تو موضوع سے ہی متعلق ہوگی لیکن اس سے پہلے میں دینی حلقوں، جماعتوں اور مدارس میں حال ہی میں پیدا ہونے والی مایوسی، شکستگی اور کسی قدر خوف کی فضاء کے بارے، قرآن وسنت اور نصوص میں وارد پیش گوئیوں کی بنیاد پر یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ظاہری طور پر حالات کتنے ہی مایوس کن ہوں، اسباب ووسائل ناپید ہوں، بڑی بڑی طاقتیں راستہ روکے کھڑی ہوں بظاہر روشنی کی کوئی کرن نظر نہ آرہی ہو، پھر بھی مایوسی اور نا اُمیدی کی کوئی وجہ نہیں اس لئے کہ حق تعالیٰ شانہ نے ہمیں جو دین دیا ہے وہ تا قیامت رہے گا، کچھ نشیب وفراز آئیں گے لیکن دین اور اہل دین مٹ جائیں یہ ناممکن ہے، بالفرض امریکہ، مغرب اور دنیا کی تمام طاغوتی قوتیں مل جائیں عالمِ اسلام کے مسلمان نما حکمران بھی ان کے ساتھی اور معاون بن جائیں تمام شیطانی طاقتیں یکجا ہو جائیں اور دنیا سے مساجد، مدارس اور قرآن کریم کے مکاتب کو ختم کرنا چاہیں تو ان شاء اللہ العزیز وہ سب منہ کی کھائیں گے، ان کو شکست فاش ہوگی، اس لئے کہ سنت اللہ یہ ہے کہ جب اہل حق بالکل کمزور ہو جاتے ہیں اور باطل منہ زور ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ کی نصرت کھلی آنکھوں نظر آتی ہے اور اللہ تعالیٰ دین کو پھر سے نئی زندگی عطاء فرما دیتے ہیں۔

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

مسلم شریف کی جو حدیث میں نے آپ حضرات کے سامنے پڑھی ہے اس میں نہایت صراحت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میری امت میں ایک عظیم الشان جماعت ہر دور میں امر اللہ کو قائم کرنے والی ہوگی، محدثین نے "امر اللّٰه" کی تشریح میں فرمایا ہے "ای بامر دینه من حفظ الکتاب والسنة والعمل بهما" یعنی امت میں ایک جماعت کا مستقل وظیفہ کتاب وسنت کی حفاظت اور ان کے مطابق عمل کرنا ہوگا یعنی وہ جماعت علمی اور عملی طور پر قرآن وسنت کی علمبردار ہوگی

ان کی شب و روز کی مساعی اور محنتوں کا محور علوم شرعیہ کی حفاظت اور ان پر عمل ہوگا اگر آپ غور فرمائیں تو موجودہ دور میں اس کا کامل ترین مصداق اہل مدارس، علماء اور طلباء ہیں اسی طائفہ کے بارے میں آگے ارشاد فرمایا "لایضرھم من خذلھم ولا من خالفھم" یعنی اگر لوگ ان کی مدد سے دستبردار ہو گئے بلکہ ان کی مخالفت پر اتر آئے تو بھی اس طائفہ منصورہ کو کوئی گزند نہیں پہنچے گی، "لکونھم منصورین من اللّٰہ عز وجلّ غیر ناظرین الی نصرۃ الخلق" اس لئے کہ نصرت خداوندی ان کی پشت پناہ ہوگی اور یہ جماعت مخلوق کی بجائے اللہ کی نصرت پر یقین رکھنے والی ہوگی، یہ حدیث ہم جیسے ضعفاء کے لئے بہت بڑی ڈھارس ہے کہ جس طرح قرآن اور دین قیامت تک رہیں گے اسی طرح اہل دین اور اہل قرآن بھی قیامت تک رہیں گے، مخالفتوں کے طوفانوں میں بھی اسلام کا چراغ روشن رہے گا اگر آپ غور فرمائیں تو گزشتہ چودہ صدیوں میں کئی مواقع ایسے آئے جو اس دین حق کے لئے نازک ترین تھے ظاہری حالات سے یوں معلوم ہوتا تھا کہ دین مٹ جائے گا مگر اللہ تعالیٰ نے صنم خانوں سے کعبہ کے پاسبان پیدا فرما دیئے۔

اس ضروری تمہید کے بعد دینی مدارس، ان کے اہداف و مقاصد اور انہیں درپیش مسائل اور چیلنجز کے بارے میں اختصار کے ساتھ چند نکات عرضِ خدمت ہیں۔

جہاں تک دینی مدارس کی تاریخ کا تعلق ہے تو آپ حضرات جانتے ہیں کہ مدارس کا یہ سلسلہ "اصحاب صفہ" سے جا کر ملتا ہے جو عہد نبوت کے طالب علم تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کتاب وسنت اور تزکیہ کی تعلیم حاصل کرتے تھے، دور نبوت سے آج تک ہر دور میں مصائب ومشکلات پابندیوں اور مخالفتوں کے باوجود دینی مدارس نے اپنا وجود برقرار رکھا ہے۔ انگریز نے برصغیر میں اپنے تسلّط کے لئے اپنی اقدار اور شعائر اسلام کو مٹانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی لیکن اس کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ یہی دینی مدارس اور ان میں پڑھنے پڑھانے والے بوریا نشین طلباء اور علماء کرام ہی تھے جنہوں نے پھانسی، کالا پانی میں قید اور دیگر ظالمانہ سزائیں برداشت کیں لیکن اسلام اور شعائر اسلام کی حفاظت کی۔ **1857**ء کی جنگ آزادی کے بعد یہ مشق ستم اور بڑھ گئی مسلمانوں کے تعلیمی اداروں کو بند کر دیا گیا، فارسی جو سرکاری و دفتری زبان تھی اس پر پابندی لگا کر انگریزی کو دفتری زبان قرار دیا گیا، لارڈ میکالے کا نظامِ تعلیم ملک میں رائج کر دیا گیا تا کہ انگریزی تہذیب وکلچر کی دلدادہ نسل پروان چڑھے جو لارڈ میکالے کے بقول رنگ ونسل کے اعتبار سے ہندوستانی ہو لیکن سوچ اور بود و باش کے اعتبار سے انگریزوں کی غلام ہو۔ اس نازک وقت میں ملک وملت کے خیر خواہ علماء وصلحاء نے مسلمانوں کے ایمان اور دینی علوم کی حفاظت کے لئے اپنی مدد آپ کے تحت دینی مدارس کے موجودہ نظام کو جاری کیا، دارالعلوم دیوبند، مدرسہ شاہی مراد آباد اور مظاہر العلوم سہارنپور انہی اکابر علماء اور قائدین جہادِ آزادی کی یادگاریں ہیں۔

قیام پاکستان کے بعد دینی مدارس نے مسلمانوں کی دینی تعلیم وتربیت شعائر اسلام اور مسلمانوں کے دینی تشخص کی حفاظت اور اسلام کے خلاف جاہلیتِ حاضرہ کے حملوں کے دفاع کا محاذ سنبھال لیا اور اب تک پوری استقامت کے ساتھ یہ فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

اس وقت دینی مدارس کو جن مسائل یا چیلنجز کا سامنا ہے ان میں بعض بیرونی ہیں اور بعض اندرونی ہیں۔ اندرونی سے مراد وہ کام ہیں جو مدارس کے اصحاب ومعلمین کو مدرسہ کے اندر انجام دینا چاہئیں اور بیرونی سے مراد وہ

خدمات ہیں جن کا تعلق مدارس کی چار دیواری سے باہر کی دنیا سے ہے۔

آپ حضرات کے علم میں ہے کہ نائن الیون 9/11 کے واقعہ کے بعد مدارس کے خلاف منفی پروپیگنڈہ میں بہت شدت آئی مدارس کے کردار کو مسخ کیا گیا عام مسلمانوں کا مدارس سے تعلق ختم کرنے کے لئے ان پر جھوٹے الزامات لگائے گئے، مدارس کو دہشت گردی کی نرسریاں قرار دیا گیا، امریکہ نے کھلم کھلا جہاد کی مخالفت کرتے ہوئے دینی مدارس کو بند کرنے، ان پر پابندیاں عائد کرنے اور انہیں سرکاری کنٹرول میں لینے کے مطالبے کئے۔ یہ سلسلہ تا حال جاری ہے آج بھی ملک میں دہشت گردی کا کوئی واقعہ ہو جائے تو اسلام اور مسلمانوں کے دشمن اس کے ڈانڈے مدارس سے جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں، دینی مدارس کو امریکہ اپنے لئے سب سے بڑا خطرہ سمجھتا ہے۔ کچھ عرصہ قبل امریکہ عالم اسلام کی معروف یونیورسٹی ''الجامعۃ الاسلامیہ مدینہ منورہ'' کو بند کرنے کا مطالبہ کر چکا ہے لیکن سعودی عرب نے امریکہ کے دباؤ پر یونیورسٹی بند کرنے کے بجائے اس کا نصاب تعلیم بدلنے کا فیصلہ کیا۔ امریکہ اپنے دستِ نگر ممالک پر دباؤ ڈال رہا ہے کہ ان کی جھولی میں بھیک کی صورت میں امداد تب ہی ڈالی جائے گی جب دینی مدارس کو ان ممالک کی حکومتیں اپنے کنٹرول میں لے کر اپنا نظام تعلیم جاری کریں گی تا کہ نصاب تعلیم سے جذبۂ جہاد کو بیدار کرنے والی تعلیم کو خارج کر دیا جائے۔ اس سے قبل امریکہ، اردن اور اسرائیل کے درمیان ایک خفیہ معاہدہ کرا چکا ہے کہ مسلمان پبلک مقامات پر آیات جہاد کی تلاوت نہیں کریں گے ان حالات میں ایک مرتبہ پھر اہل مدارس کو دینی مدارس کے تحفظ، وجود اور بقاء کی جنگ درپیش ہے۔

اہل مدارس کا یہ فرض ہے کہ وہ دینی مدارس کے تحفظ و بقاء کو اپنی ترجیحات میں سرفہرست رکھیں اس لئے کہ اسباب کے درجہ میں دینی مدارس کی حفاظت اور بقاء اسلام کی حفاظت اور بقاء ہے، اس سلسلہ میں عوام سے رابطہ، مسلمانوں میں دینی مدارس کی ضرورت و اہمیت اور عام مسلمانوں کی ذہنی تشکیل کی ضرورت ہے تا کہ کوئی حکومت اگر بیرونی دباؤ پر مدارس کے خلاف کوئی قدم اٹھاتی ہے تو اس پر نہ صرف اہل مدارس میدان میں آئیں بلکہ ملک کے طول وعرض میں دین دار مسلمان بھی ان کے شانہ بشانہ دینی مدارس کے تحفظ کی جنگ لڑیں۔

جہاں تک مدارس کے داخلی مسائل اور چیلنجز کا تعلق ہے ان میں سرفہرست تعلیم وتربیت کا انحطاط ہے۔ ہمیں تسلیم کرنا چاہئے کہ ہمارے اسلاف نے تعلیم و تربیت کا جو معیار قائم کیا تھا ہم اسے برقرار نہیں رکھ سکے، نہ اساتذہ میں ایثار و قربانی کی روایت رہی اور نہ ہی طلبہ میں شوق و محنت کا وہ معیار رہا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آٹھ، دس سال تک مدارس میں پڑھنے والا طالب علم جب باہر نکلتا ہے تو کسی علم وفن میں ماہرانہ استعداد تو کجا بعض اوقات وہ عربی عبارت پڑھنے کی صلاحیت بھی نہیں رکھتا، یہ ہم سب کے لئے لمحۂ فکریہ ہے۔ دینی مدارس کے ذمہ دار حضرات کو اس زوال وانحطاط کے خاتمے کے لئے نئے سرے سے صف بندی کرنی چاہئے اس سلسلہ میں اساتذہ اور طلبہ کی ذہن سازی کے لئے وقتاً فوقتاً ورکشاپوں کا اہتمام کیا جائے، محنتی، ذہین اور ایثار پیشہ اساتذہ اور طلبہ کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ اس کام کے لئے جس علم وذہنی تیاری وتربیت کی ضرورت ہے مدارس کو اس سے ہرگز غفلت نہیں کرنی چاہئے۔

ہم عوام میں مدارس کی ضرورت واہمیت اور فضائل بیان کرتے ہیں مگر یہ خواص کا اجتماع ہے یہاں ہمیں اپنی کمزوریوں، کوتاہیوں اور اصلاح طلب امور زیر بحث لانے چاہئیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے طلبہ سیرت و کردار اور تربیت کے لحاظ سے دین کے مطلوب افراد کے معیار پر پورے نہیں اترتے حالانکہ زندگی کی کشمکش میں ایمان و یقین کے بعد سب سے ضروری چیز پختہ سیرت اور بلند اخلاق ہیں قومیں اور جماعتیں انہی

دونوں بنیادوں پر دوسری قوموں اور جماعتوں پر فتح پاتی ہیں خود مسلمانوں نے قرنِ اول میں اپنی معاصر وحریف قوموں پر اسلحہ اور مادی ساز وسامان کی وجہ سے نہیں بلکہ ایمان واخلاق کی خصوصیتوں کی وجہ سے فتح پائی تھی۔

آج بظاہر علوم وفنون کے شعبے بڑھتے جارہے ہیں لیکن سیرت واخلاق میں روز افزوں انحطاط ہے مستقبل میں ہمیں جن چیلنجوں کا سامنا کرنا ان کے لئے رجوع الی اللہ بے داغ سیرت، اعلیٰ اخلاق، بلند ہمت، استغناء اور خودداری کی ضرورت ہے اور اس کا سامان اس عام مذہبی واخلاقی تنزل کے زمانے میں جتنا عربی مدارس میں ہے اتنا کہیں اور نہیں، ایک اور مسئلہ جس کی طرف دینی مدارس کو توجہ دینی چاہئے وہ جدید علوم والسنہ کی تعلیم ہے۔ اس وقت پوری دنیا ایک گاؤں کی مانند ہو چکی ہے جدید ذرائع ابلاغ کی بدولت ایک فرد کا پیغام پوری دنیا تک پہنچ سکتا ہے اس لئے ہمیں ایسے افراد تیار کرنے چاہئیں جو دنیا کی مختلف زندہ زبانوں میں اسلام کی تبلیغ کا فریضہ انجام دے سکیں لیکن، اس میں شرط یہ ہے کہ یہ سب تمام تر دین کی خدمت وحفاظت اور مذہب کے فروغ کے لئے ہو اس صورت میں یہ جہاد ہوگا اور یہ تیاری ''واعدوا لهم ما استطعتم من قوة'' میں داخل ہوگی۔

دینی مدارس کی روح اخلاص، تقویٰ، صداقت اور للٰہیت ہے اگر یہ روح برقرار ہے تو دنیا کی کوئی زبان بھی سیکھی جاسکتی ہے اگر خدانخواستہ یہ روح باقی نہ رہی تو خود عربی بھی بے دینی اور گمراہی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

دینی مدارس کو اب اس بات کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے کہ موجودہ دور تخصص اور سپیشلائزیشن کا دور ہے محنت کی کمی اور ہمتوں کی پستی کی وجہ سے جامعیت کا فقدان ہے اب پہلے زمانے کی طرح جامع ہستیاں نظر نہیں آتیں اس لئے دینی علوم وفنون کی بقاء اور ترقی کے لئے ضروری ہے کہ فقہ، حدیث، تفسیر، نحو، ادب، منطق اور فلسفہ کے متخصصین تیار کئے جائیں، دینی مدارس اور جامعات کے اساتذہ کو ذہنی وقلبی مناسبت کے اعتبار سے اسباق تقسیم کئے جائیں ہر مدرسہ میں ''استاذ الحدیث'' کی طرح استاذ التفسیر، استاذ الادب، استاذ الفقہ، استاذ المنطق، استاذ النحو اور استاذ الصرف ہوں جو اپنے اپنے شعبے اور فن میں حجت (اتھارٹی) ہوں۔

دینی مدارس کے اندرونی مسائل میں ایک مسئلہ انطباقی تعلیم ہے۔ قدوری، کنز الدقائق اور ہدایہ میں جب معاملات اور بیوع وغیرہ کی مباحث پڑھائی جاتی ہے تو استاد اور طالب علم اسے صرف درسگاہ تک محدود سمجھتے ہیں خارج میں انہیں اس کا کوئی مصداق نظر نہیں آتا حالانکہ ہمارے اسلاف نے ان مسائل کے ذریعے مستقبل میں پیش آنے والے کئی مسائل حل فرمائے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اساتذہ کرام محنت کر کے ان مسائل کو حالات حاضرہ پر منطبق کریں اور دینی تعلیم محض صدری اور کتابی نہ رہے بلکہ مشاہداتی اور واقعاتی بن جائے۔

آخر میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اسلامی نظامِ تعلیم میں استاد اور شاگرد دونوں پر اخلاص وللٰہیت کے آثار نظر آنے چاہئیں، دونوں پر تقویٰ اور پرہیزگاری کی فضاء سایہ فگن ہو دونوں قناعت توکل اور استغناء کے زیور سے آراستہ ہوں اگر کسی ایک کی طرف ان صفات میں کمی پائی گئی تو اسلامی تعلیم کے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضاء نصیب فرمائیں اور مسلمانوں کی دینی تعلیم وتربیت کے لئے ذریعہ کے طور پر قبول فرمائیں۔

آمین!

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين.